باب اول: عکس مستوی

مشمولات: فائدہ اول: عکس مستوی کی تعریف مع فوائد و قیودات۔ فائدہ دوم: محصورات اربعہ کا عکس مستوی۔۔ فائدہ سوم: موجبات موجبہ کا عکس مستوی مع دلیل۔۔ فائدہ چہارم: موجہات سالبہ کا عکس مستوی مع الدلیل۔۔ فائدہ پنجم: لاعکس للبواقی بالنقض کی وضاحت

فائدہ اول : عکس مستوی کی تعریف مع فوائد قیودات

تعریف: صدق و کیفیت بر قرار رکھتے ہوئے طرفین قضیہ کو تبدیل کر دینا۔

طرفین قضیہ میں موضوع، محمول اور مقدم، تالی دونوں آجائیں گے۔

نوٹ: لفظ عکس جس طرح مصدری معنی پر بولا جاتا ہے اسی طرح قضیہ معکوسہ کو بھی عکس کہا جاتا ہے۔ اور یہ اطلاق مجازی ہے جیسا کہ ملفوظ کو لفظ یا مخلوق کو خلق کہا جاتا ہے۔

مع بقاء الصدق سے مراد یہ ہے کہ اگر اصل قضیہ کو سچا فرض کیا جائے تو اس کا عکس بھی سچا ہونا چاہیے یہاں نفس الامر میں سچا ہونا مراد نہیں

کیفیت کے بقاء سے مراد ہے اصل قضیہ موجبہ ہو تو عکس بھی موجبہ اور اصل قضیہ سالبہ ہو تو عکس قضیہ سالبہ ہوگا

فائدہ دوم : محصورات اربعہ کا عکس مستوی

موجبہ چاہے کلیہ ہو یا جزئیہ اس کا عکس مستوی جزئیہ ہی آتا ہے۔

اس عبارت میں دو دعوے ہیں:

دعوی اول: موجبہ جزئیہ کا عکس مستوی موجبہ جزئیہ ہی آتا ہے۔ العباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ بعض اعمام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العباس۔

دلیل: اگر محمول موضوع کے افراد پر صادق آئے چاہے کلی یا جزوی طور پر تو موضوع اور محمول بعض افراد پر صدق میں ضرور اکٹھے ہوں گے

جیسا بعض الفاکھۃ تفاح میں تفاح فاکھۃ کے بعض افراد پر صادق آرہا ہے اگر اس کا عکس کریں یعنی بعض التفاح فاکھۃ تو فاکھۃ کا تفاح کے بعض افراد پر صدق یقینی ہے۔ دو لفظی بات یہ ہے کہ جزئیہ کا عکس جزئیہ ہی سچا آتا ہے۔

دعوی دوم: موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ کلیہ نہیں آتا بلکہ موجبہ جزئیہ آتا ہے۔

دلیل: بعض اوقات محمول یا تالی اعم ہوتا ہے تو اس صورت میں عکس کلی سچا نہیں آئے گا بلکہ صرف جزئی سچا ہو گا۔

مثلاً کل تفاح فاکھۃ میں فاکھۃ اعم ہے تو عکس کرنے کی صورت میں کل فاکھۃ تفاح جھوٹا ہو گا۔

دعوی سوم: سالبہ کلیہ کا عکس سالبہ کلیہ آتا ہے۔(اصل) لا شیء من الذہب بنحاس۔(عکس) لا شیء من النحاس بذہب۔

دلیل: اگر سالبہ کلیہ عکس کے طور پر منظور نہ ہو تو اس کی نقیض موجبہ جزئیہ ماننے کی صورت میں سلب الشیء عن نفسہ لازم آئے گا جو کہ محال ہے اور یہ محال ہمارے بیان کردہ عکس کو نہ ماننے کے نتیجہ میں لازم آئے گا لہذا ہمارا عکس سچا ہے

دعوی سوم : سالبہ جزئیہ کا عکس نہیں آتا۔(بعض المعدن لیس بذہب۔ لا عکس لہ)

دلیل: کیونکہ ہو سکتا ہے موضوع یا مقدم عام ہو اور سلب جزئی کا عکس کرنے کی صورت میں عام کو خاص سے سلب کرنا لازم آئے جو کہ جائز نہیں مثلاً بعض المعدن لیس بذہب میں موضوع معدن عام ہے اگر اس کا عکس لائیں گے بعض الذہب لیس بمعدن تو اس میں ذہب جو کہ خاص ہے اس سے معدن جو کہ عام ہے کا سلب ہو جائے گا جو کہ جملہ کے صدق کے منافی ہے۔

فائدہ سوم : موجہات موجبہ کا عکس مستوی

موجبات میں گیارہ قضایا کا عکس مستوی آتا ہے۔۔

دعوی اول: دائمتان اور عامتان کا عکس حینیہ مطلقہ آتا ہے۔

دلیل: کیونکہ یہی عکس سچا آتا ہے اگر اس کو نہ مانیں تو اس کی نقیض اصل قضیہ سے مل کر سلب الشیء عن نفسہ لازم کرے گی۔ مثلاً

اصل قضیہ: بالضرورۃ کل انسان حیوان۔۔۔۔۔ہمارا بتایا گیا عکس مستوی: بعض الحیوان انسان بالفعل حین ہو حیوان

اس کو نہ ماننے کی صورت میں اس قضیہ کی نقیض۔۔ دائما لا شیء من الحیوان بانسان مادام حیوانا

نقیض کو اصل قضیہ سے ملا کر شکل: بالضرورۃ کل انسان حیوان۔(صغری)۔۔۔ دائما لا شیء من الحیوان بانسان مادام حیوانا۔۔(کبری)

نتیجہ: لا شیء من الانسان بانسان بالضرورۃ

یہی دلیل عامتان کے عکس مستوی آنے کی ہے۔

اور خاصتان کا عکس حینیہ مطلقہ لادائمہ آتا ہے۔

دلیل: خاصتان مرکب قضیہ ہے اس کے دو جزو ہیں اول جزء کا عکس مستوی حینیہ مطلقہ آنے کی دلیل گزر چکی

جزو دوم مطلقہ عامہ کا عکس مستوی لادائمہ آئے گا:

دلیل یہ ہے کہ اگر ہمارے بتائے ہوئے عکس مستوی کو نہ مانیں تو اس کی نقیض کو قضیہ کے دونوں اجزاء کے ساتھ علیحدہ علیحدہ ملا کر دونوں نتیجے آپس میں مختلف ہوں گے اور یہ نتیجہ درست نہ آنے کی دلیل ہے۔

اصل قضیہ: بالضرورۃ کل کاتب متحرک الاصابع مادام کاتبالا دائما

عکس مستوی: بعض متحرک الاصابع کاتب بالفعل حین ہو متحرک الاصابع لا دائما(لیس بعض متحرک الاصابع کاتب بالفعل)

نقیض جزو دوم: کل متحرک الاصابع کاتب دائما

اس نقیض کو اصل قضیہ کی جزو اول کے ساتھ ملائیں کل متحرک الاصابع کاتب دائما(صغری) بالضرورۃ کل کاتب متحرک الاصابع مادام کاتبا(کبری)

نتیجہ: کل متحرک الاصابع متحرک الاصابع دائما

اب اسی کو اصل قضیہ کے جزو دوم کے ساتھ ملائیں

کل متحرک الاصابع کاتب دائما(صغری) لا شیء من الکاتب بمتحرک الاصابع بالفعل(کبری)

نتیجہ: لا شیء من متحرک الاصابع بمتحرک الاصابع بالفعل

دعوی سوم: پانچ قضایا(وقتیتان، وجودیتان، مطلقہ عامہ) کا عکس مطلقہ عامہ آتا ہے۔

دلیل: ہمارا بتایا گیا عکس نہ ماننے کی صورت میں اس کی نقیض کو اصل قضیہ کے ساتھ ملانے سے سلب الشیء عن نفسہ(لا شیء من الانسان بانسان) لازم آتا ہے۔

اصل قضیہ: کل انسان حیوان۔۔ درست عکس مستوی: بعض الحیوان انسان بالفعل یہ نہ ماننے کی صورت میں نقیض(لا شیء من الحیوان بانسان دائما)

کل انسان حیوان (صغری) لا شیء من الحیوان بانسان دائما (کبری) نتیجہ ::لا شیء من الانسان بانسان دائما

دعوی چہارم: ممکنتین کا عکس نہیں آتا۔

اس قضیہ کو سمجھنے سے پہلے یہ سمجھئے کہ ذات موضوع (مثلاانسان) پر وصف موضوع (انسانیت) کا صدق فارابی کے نزدیک بالامکان اور شیخ بو علی سینا کے نزدیک بالفعل ہوتا ہے۔

تو عند الفارابی ممکنتین کا عکس بہر صورت سچا آئے گا جبکہ عند الشیخ سچا نہیں آئے گا لہذا ان کا عکس نہیں آتا کیونکہ عکس کا آنا صدق کے ساتھ مشروط ہے۔

فائدہ چہارم : موجہات سالبہ کا عکس مستوی

دعوی اول: سوالب موجہات میں دائمتان کا عکس دائمہ مطلقہ آتا ہے

دلیل: ہمارا بتایا گیا عکس نہ ماننے کی صورت میں اس کی نقیض کو اصل قضیہ کے ساتھ ملانے سے سلب الشیء عن نفسہ لازم آتا ہے۔

دعوی دوم: عامتان کا عکس عرفیہ عامہ آتا ہے۔

دلیل: ہمارا بتایا گیا عکس نہ ماننے کی صورت میں اس کی نقیض کو اصل قضیہ کے ساتھ ملانے سے سلب الشیء عن نفسہ لازم آتا ہے۔

دعوی سوم: خاصتان کا عکس عرفیہ لادائمہ فی البعض ہے۔

دلیل: کیونکہ اگر یہ سچا نہ آئے تو اس کی نقیض کو اصل قضیہ کے لادوام کے ساتھ ملانے کی صورت میں نتیجہ خلاف مفروض (سلب الشیء عن نفسہ) لازم آتا ہے۔۔

اس کا عکس لادوام جزئی لانے کی وجہ یہ ہے کہ لادوام کلی بعض مثالوں میں سچا نہیں آتا۔

مصنف کے بقول لادوام جزئی کا ایک راز یہ بھی ہے کہ اصل قضیہ چونکہ سالبہ ہے تو اس کا لادوام موجبہ ہوگا اور موجبہ کا عکس مستوی موجبہ جزئیہ آتا ہے۔

لیکن یہ بات درست نہیں کیونکہ مجموعہ کے عکس کا اجزاء کے عکس پر دارومدار نہیں ہوتا۔ جیسا کہ خاصتان موجبہ کا عکس حینیہ لادائمہ آتا ہے حالانکہ ان کا لادوام مطلقہ عامہ سالبہ ہے جس کا عکس آنا ہی نہیں چاہیئے۔ ثابت ہوا کہ مجموعہ کا عکس اجزاء کے اعتبار سے نہیں آتا بلکہ اس کا حکم مختلف ہوتا ہے۔

فائدہ پنجم : ولا عکس للبواقی بالنقض

نو قضایا موجہہ سالبہ کا عکس آتا ہی نہیں دلیل نقض کی وجہ سے

دلیل نقض: کسی مادہ میں دلیل ہو مدلول نہ ہو اسے دلیل نقض کہتے ہیں یعنی عکس قضیہ کو لازم ہوتا ہے تو عکس مستوی میں دلیل نقض کا مطلب یہ ہے کہ بعض مقامات پر قضیہ تو صادق ہو گا لیکن اس کا عکس صادق نہیں ہو گا۔

مثال کے طور پر سب سے اخص قضیہ وقتیہ کا سب سے اعم عکس لے کر آئیں تو وہ قضیہ صادق ہو گا لیکن اس کا عکس صادق نہیں ہو گا۔ جب اخص قضیہ میں عکس کا نہ آنا ثابت ہو گیا تو اعم قضایا میں بدرجہ اولی عکس نہیں آئے گا۔

اصل قضیہ: لا شیء من القمر بمنخسف وقت التربیع لا دائما۔۔(یہ قضیہ سچا ہے)۔۔اس کا عکس بعض المنخسف لیس بقمر بالا مکان العام۔۔یہ جھوٹا ہے

نوٹ: عکس میں سالبہ جزئیہ اور ممکنہ عامہ قضیہ کو اس لئے لے کر آئیں کہ یہ سب سے اعم قضیہ ہے جب یہ اعم سچا نہیں تو اس کے علاوہ جتنے قضایا لائے جائیں وہ بھی سچے نہیں ہوں گے۔

باب دوم : عکس نقیض

مشمولات: فائدہ اول: عکس نقیض کی تعریف مع فوائد قیودات۔ فائدہ دوم: محصورات اربعہ کا عکس نقیض بالدلیل۔ فائدہ سوم: ایک خاص مسئلہ

فائدہ اول : عکس نقیض کی تعریف مع فوائد قیودات۔

عکس نقیض: عند المتقدمین: صدق و کیف کا لحاظ رکھتے ہوئے طرفین قضیہ کی نقیض کو تبدیل کر دینا

عند المتاخرین: بقاء صدق و مخالفت کیف کا لحاظ رکھتے ہوئے جزء ثانی کی نقیض کو جزء اول بنا دینا

مصنف نے متقدمین کا مذہب اختیار کیا ہے۔

فائدہ دوم : محصورات اربعہ کا عکس نقیض بالدلیل

خلاصۃ یہ کہ عکس مستوی میں جو حکم موجبات کا ہے وہ یہاں سوالب کا ہے اور جو حکم وہاں سوالب کا ہے وہ یہاں موجبات کا ہے۔

محصورات اربعہ میں سالبہ چاہے کلیہ ہو یا جزئیہ عکس نقیض سالبہ جزئیہ آئے گا

موجبہ کلیہ کا عکس نقیض موجبہ کلیہ ہی آئے گا

موجبہ جزئیہ کا عکس نقیض نہیں آئے گا

موجہات موجبہ میں چھ قضایا کا عکس آئے گا اور نو قضایا کا عکس نہیں آئے گا۔

موجہات سوالب میں گیارہ قضایا کا عکس نقیض آئے گا چار قضایا کا نہیں آئے گا۔

تمام احکامات دو ہی دلائل سے ثابت ہوتے ہیں دلیل خلف اور دلیل نقض۔

فائدہ سوم : ایک خاص مسئلہ :

ویسے تو عکس مستوی میں سالبہ جزئیہ کا عکس نہیں آتا اور عکس نقیض میں موجبہ جزئیہ کا۔ لیکن مشروطہ خاصہ اور عرفیہ خاصہ میں یہ قاعدہ جاری نہیں ہوتا

دلیل: ان قضایا کے جزء ثانی کو دلیل افتراض کے ذریعے ثابت کیا جاتا ہے کہ ذات موضوع کو ایک جزئی فرض کر کے اس پر موضوع اور محمول کا حمل کر کے دو قضیے بنائیں اور ان دونوں قضایا کو شکل ثالث کے ذریعے نتیجہ نکالیں تو عکس کے مطابق نتیجہ نکلے گا

مثلا: مشروطہ خاصہ کا اصل قضیہ: بالضرورۃ بعض الکاتب لیس بساکن الاصابع مادام کاتبا لا دائما (بعض الکاتب ساکن الاصابع بالفعل)

اس قضیہ کا عکس مستوی: بعض ساکن الاصابع لیس بکاتب مادام ساکن الاصابع لا دائما (بعض ساکن الاصابع کاتب بالفعل)

لا دائما کے ضمن میں جو عکس نکلا اس کی دلیل ذیل میں ہے:

اب جزو ثانی میں بعض الکاتب موضوع ہے اس کا ایک فرد زید فرض کریں اور اس پر سکون اصابع کا حکم لگا کر دو قضیے بنائیں یوں:

زید ساکن الاصابع،، زید کاتب بالفعل تو نتیجہ نکلا بعض ساکن الاصابع کاتب بالفعل اور یہی عکس ہے؛

جزو اول کے اثبات کا طریقہ دلیل خلف ہے جو آپ پہلے پڑھ چکے؛ اسی پر عکس نقیض کو قیاس کر لیں۔

باب سوم : قیاس (روح منطق)

مشمولات : فائدہ اول : قیاس کی تعریف مع فوائد قیودات۔۔ فائدہ دوم۔۔ اقسام قیاس۔۔ فائدہ سوم : اشکال اربعہ۔۔۔ فائدہ چہارم۔۔ ضابطہ

فائدہ اول : قیاس کی تعریف اور فوائد قیودات :

قول مولف من قضایا یلزم لذاتہ قول آخر

قول مولف:اس سے مراد مرکب ہے یہ لفظ دوسرے لفظ مولف سے زیادہ عمومیت رکھتا ہے کیونکہ میں مولف میں اجزاء قضیہ میں مناسبت شرط ہے جبکہ مرکب میں ایسی کوئی شرط نہیں۔اب لفظ قول کے بعد مولف ذکر کرنا ذکر الخاص بعد العام کی قبیل سے ہے۔ترکیب کے بعد تالیف کا ذکر اس بات کی طرف کی اشارہ ہے کہ دلیل میں ظاہری صورت معتبر ہوتی ہے۔

قول میں مرکبات تامہ وغیر تامہ سب شامل ہیں۔

مولف من قضایا۔اس قید سے مرکبات غیر تامہ نکل گئے۔

وہ ایک قضیہ جو اپنے عکس کو مستلزم ہو وہ بھی اس قید کی وجہ سے قیاس کی تعریف سے نکل گیا۔

قضیہ بسیطہ کا قیاس کی تعریف سے نکلنا ظاہر ہے کیونکہ وہ ایک قضیہ ہے اور قضیہ مرکبہ بھی نکل گیا کیونکہ قضایا سے متبادر الی الفہم قضایا صریحۃ ہیں اور قضیہ مرکبہ صراحۃ قضایا نہیں۔قضایا کی قید سے مراد وہ قضایا ہیں جن کو منطقیوں کے عرف میں متعدد قضایا کہا جائے جبکہ قضیہ مرکبہ کو ایک قضیہ کہا جاتا ہے۔

یلزم۔۔استقراء اور تمثیل نکل گئے کیونکہ ان دلائل سے کسی شے کا یقین نہیں بلکہ ظن حاصل ہوتا ہے۔

لذاتہ۔۔سے وہ قول نکل گیا جو کسی خارجی مقدمہ کے واسطے سے دوسرے قول کو لازم ہو جیسے قیاس مساوات جیسے الف با کو لازم، ب ج کو لازم تو نتیجہ یہ نکلا کہ الف ج کو لازم ہے یہ نتیجہ اس قیاس کی وجہ سے نہیں نکلا بلکہ ایک خارجی مقدمے (مساوی کا مساوی مساوی ہوتا ہے) کی وجہ سے یہ نتیجہ نکلا ہے۔

فائدہ دوم: قیاس کی تقسیم:

اگر نتیجہ اپنے مادہ اور ہیئت کے ساتھ قضایا میں مذکور ہوں تو قیاس استثنائی ورنہ قیاس اقترانی۔

نوٹ:مادہ سے مراد طرفین قیاس ہیں اور ہیئت سے مراد طرفین کے درمیان واقع ترتیب ہے چاہے وہ ترتیب ایجاب کے ضمن میں ہو یا سلب کے ضمن میں۔یعنی قضایائے قیاس میں عین نتیجہ یا نقیض نتیجہ مذکور ہو یا نہ ہو۔

نوٹ۔۔مصنف اپنے کلام میں صرف ہیئت کا ذکر کرتے تو زیادہ بہتر ہوتا کیونکہ ہیئت کا وجود مادہ کو مستلزم ہے کوئی ہیئت مادے کے بغیر معقول ہی نہیں۔

استثنائی کی وجہ تسمیہ: کیونکہ یہ حرف استثناء لکن پر مشتمل ہے۔اقترانی کی وجہ یہ ہے کہ نتیجہ کی حدود آپس میں ملی ہوتی ہے۔

اقترانی کی دو قسمیں ہیں حملی اور شرطی اگر قیاس اقترانی محض قضایا حملیہ سے مرکب ہو تو قیاس اقترانی حملی اور اگر قضایا شرطیہ سے مرکب ہو یا شرطیہ اور حملیہ دونوں سے مرکب ہو تو قیاس اقترانی شرطی۔

ضروری فائدہ: نتیجہ کے موضوع کو اصغر کہتے ہیں کیونکہ وہ اکثر اوقات محمول کی بنسبت کم افراد پر مشتمل ہوتا ہے اور جس قضیہ میں پایا جائے اسے صغری کہتے ہیں

محمول کو اکبر کیونکہ وہ اکثر موضوع سے زیادہ افراد پر مشتمل ہوتا ہے جس قضیہ میں پایا جائے اسے کبری کہتے ہیں

اور جو دونوں قضایا میں مکرر ہوں اسے حد اوسط کہتے ہیں کیونکہ وہ دونوں میں قضایا کے درمیان میں ہوتا ہے۔

فائدہ سوم : اشکال اربعہ

اشکال اربعہ کی وجہ حصر

حد اوسط اگر صغری میں محمول اور کبری میں موضوع ہو تو یہ شکل اول: کیونکہ اس کا نتیجہ بدیہی ہوتا ہے اور تمام اشکال کا مرجع یہی شکل ہے۔

اگر دونوں قضایا میں محمول ہو تو شکل ثانی کیونکہ اشرف قضیہ یعنی صغری میں یہ شکل اول کے ساتھ مشابہت رکھتی ہے۔

اگر حد اوسط دونوں قضایا میں موضوع ہو تو شکل ثالث: کیونکہ ادنی قضیہ میں یہ شکل اول کے مشابہ ہے۔

اگر حد اوسط صغری میں موضوع اور کبری میں محمول ہو تو شکل رابع کیونکہ یہ شکل اول کے بلکل برعکس ہے اس لئے اس کا درجہ چوتھے نمبر پر ہے

اشکال اربعہ کی شرائط مع صور منتجہ بالدلائل:

شکل اول کے لئے تین شرائط ہیں: صغری کا موجبہ ہونا، صغری کا فعلیہ ہونا، کبری کا کلیہ ہونا

ہر شکل میں تین اعتبار سے شرائط بیان کی جائیں گی۔۔ کمیت کے اعتبار سے کیفیت کے اعتبار سے اور جہت کے اعتبار سے

شکل اول میں صغری کا موجبہ ہونا اس لئے ضروری ہے کہ اشکال کا مقصد حکم اکبر سے لے کر اصغر کی طرف منتقل کرنا۔ اگر صغری فعلیہ نہیں ہو گا تو حکم حد اوسط سے حد اصغر کی طرف متعدی نہیں ہو پائے گا کہ اس شکل میں حد اوسط کبری میں موضوع بنتا ہے اور موضوع پر لگنے والا حکم راجح قول کے مطابق فعلیہ ہوتا ہے۔ اس سے پتا چلا کہ شکل اول میں اکبر کا حکم حد اوسط پر فعلیہ ہے۔ اب اگر اصغر پر فعلی حکم نہ لگائیں تو حکم لازمی طور پر اصغر کی طرف متعدی نہیں ہو پائے گا لہذا صغری کا فعلیہ ہونا ضروری ہے۔

کبری کا کلیہ ہونا اس لئے ضروری ہے کہ تا کہ حد اصغر بہر صورت حد اوسط کے افراد میں داخل ہو تبھی تو حد اوسط پر حکم لگتے ہی اصغر پر بھی لازمی حکم لگے گا۔ کیونکہ حد اوسط اس صورر میں حد اصغر کی محمول بن رہی ہے اور محمول بسا اوقات اعم بھی ہوتا ہے اب اگر کبری کلیہ نہ ہو تو اصغر اوسط کے ان افراد کے تحت ضروری طور پر داخل نہیں ہو گا جن پر اکبر کا حکم لگ رہا ہے۔ جیسے کل انسان حیوان میں حیوان انسان سے زیادہ عام ہے اس کا کبری اگر بعض الحیوان فرس ہو تو بعض افراد میں انسان بھی داخل ہو یہ ضروری نہیں۔ لہذا کبری کا کلیہ ہونا ضروری ہے۔

نتیجہ دینے والی صورتیں:

صغری محصورات اربعہ کے ساتھ کبری محصورات اربعہ میں ضرب دینے سے کل سولہ احتمالات بنتے ہیں جن میں شکل اول کی رعایت کرنے والی 4 صورتیں ہیں

صغری موجبہ کلیہ (کل جسم مرکب)۔۔۔ کبری موجبہ کلیہ (کل مرکب حادث)۔۔ نتیجہ: کل جسم حادث

صغری موجبہ جزئیہ (محمد رسول اللہ)۔۔۔ کبری موجبہ کلیہ (کل رسول اللہ یوحی الیہ)۔۔ نتیجہ: محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوحی الیہ۔

صغری موجبہ کلیہ (کل خائن جبان)۔۔ کبری سالبہ کلیہ (لا جبان موثوق بہ)۔۔ نتیجہ: لا خائن موثوق بہ

صغری موجبہ جزئیہ (بعض الصفات قدیم)۔۔۔ کبری سالبہ کلیہ (لا شیء من القدیم بمحتاج الی الفاعل)۔ نتیجہ: بعض الصفات لیس بمحتاج الی الفاعل

شکل ثانی میں کیفیت کے اعتبار سے دونوں قضیوں کا کیفیت میں مختلف ہونا، کمیت کے اعتبار سے کبری کا کلیہ ہونا اور جہت کے اعتبار سے دو باتوں میں ایک بات ضروری ہے۔۔۔ پہلی یا تو صغری دائمہ ہو یا کبری ان قضایا میں سے ہو جن کے سوالب کا عکس نہیں آتا دوسری یہ کہ اس شکل میں ممکنہ اور ضروریہ قضیے اکٹھے استعمال ہوں گے جن کی صورت یہ ہے کہ اگر صغری ممکنہ ہو تو کبری مشروطہ بھی ہو سکتا ہے اور ضروریہ بھی، اور اگر کبری ممکنہ ہو تو صغری ضروریہ کے علاوہ نہیں ہو سکتا۔

ان تمام شرائط کی دلیل یہ ہے کہ اگر ان شرائط کا لحاظ نہ کیا جائے تو نتیجہ میں اختلاف ہو گا اور نتیجہ ہوتا ہی وہ ہے جو ہمیشہ صغری کبری کو لازم ہو اور لزوم کا مطلب یہ ہے کہ نتیجہ ہمیشہ ایک ہو اگر مختلف ہو تو وہ نتیجہ کہلوانے کا حقدار نہیں۔

اس شکل میں بھی نتیجہ دینے والی صورتیں چار ہی ہیں۔

صغری موجبہ کلیہ (کل بخیل مذموم)۔۔۔ کبری سالبہ کلیہ (لا شیء من الکریم بمذموم)۔۔ نتیجہ: لا شیء من البخیل بکریم

صغری سالبہ کلیہ (لا شیء من الکسول بمحبوب)۔۔ کبری موجبہ کلیہ (کل مجتھد محبوب)۔۔۔ نتیجہ۔لا شیء من الکسول بمجتھد

صغری موجبہ جزئیہ (بعض الفاکھۃ تمر)۔۔ کبری سالبہ کلیہ (لا شیء من المر بتمر)۔۔ نتیجہ: بعض الفاکھۃ لیس بمر

صغری سالبہ جزئیہ (بعض الباکستانیوں لیس باسود)۔۔۔ کبری موجبہ کلیہ (کل افریقی اسود)۔۔ نتیجہ: بعض الباکستانیین لیس باسود

اس شکل کے نتائج کی دلیلیں تین ہیں:

دلیل خلف: اس دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر آپ ہمارا نکالا ہوا نتیجہ نہیں مانتے تو اس کی نقیض کو تو ضرور مانیں گے۔ ہمارے بتائے گئے نتیجوں کی نقیض کے موجبہ ہونے (شکل اول کی پہلی شرط) کی وجہ سے اسے صغری بنائیں، اور کبری کو بعینہ کلیہ ہونے کی وجہ سے کبری بنا کر نتیجہ نکالیں تو حاصل ہونے والا شکل ثانی کے صغری کے بالکل مخالف ہو گا حالانکہ وہ صغری مسلم الثبوت ہے۔ اور یہ مخالفت نقیض کی وجہ سے پیدا ہوئی لہذا نقیض باطل اور ہمارا بتایا گیا نتیجہ بالکل درست ہے۔

یہ دلیل تمام صورتوں میں جاری ہوتی ہے۔

کبری کا عکس: کبری کا عکس کر کے نتیجہ نکالیں تو وہی نتیجہ نکلے گا جو ہم پہلے نکال چکے۔ یہ دلیل وہاں جاری ہو گی جہاں کبری کا عکس کلیہ ہی آئے تا کہ شکل اول کا کبری بن سکے۔ (جہاں جہاں کبری سالبہ کلیہ ہو)

صغری کا عکس، پھر قضیوں کی ترتیب کا عکس، پھر نتیجہ کا عکس: پہلے صغری کا عکس کریں تو شکل رابع بن جائے گی اب ترتیب بدلیں یعنی صغری کے عکس کو کبری اور کبری کو صغری بنا دیں۔ اس سے جو نتیجہ نکلے اس کا عکس کریں تو وہی نتیجہ ہو گا جو ہم نے پہلے نکالا۔ یہ دلیل وہاں جاری ہو گی جہاں صغری کا عکس کلیہ ہو تا کہ وہ شکل اول کا کبری بن سکے۔

شکل ثالث کی شرائط: صغری موجبہ اور فعلیہ ہو اور دونوں قضیوں میں سے ایک کلیہ ہو۔

ان تمام شرائط کی دلیل یہ ہے کہ اگر ان شرائط کا لحاظ نہ کیا گیا اکبر کا حکم اصغر کی طرف لازمی طور پر متعدی نہیں ہو گا جبکہ حکم کا لازمی طور پر متعدی ہونا قیاس کی اولین شرط ہے۔

اس شکل میں نتیجہ دینے والی صورتیں چھ ہیں۔

صغری موجبہ کلیہ (کل انسان حیوان)۔۔ کبری موجبہ کلیہ (کل انسان مفکر)۔۔ نتیجہ: بعض الحیوان مفکر

صغری موجبہ جزئیہ:(بعض المغاربۃ جبان)۔۔ کبری موجبہ کلیہ (کل مغربی عربی) ۔ نتیجہ: بعض الجبان عربی

صغری موجبہ کلیہ (کل ظالم مجرم)۔۔ کبری موجبہ جزئیہ (بعض الظالمین معذب)۔۔ نتیجہ: بعض المجرمین معذب

مذکورہ بالا تین صورتوں میں نتیجہ موجبہ جزئیہ آئے گا۔

صغری موجبہ کلیہ (کل تفاح فاکھۃ)۔۔۔ کبری سالبہ کلیہ۔(لا شیء من التفاح بتمر) نتیجہ: بعض الفاکھۃ لیس بتمر

صغری موجبہ جزئیہ:(بعض الذہب اقلام)۔۔ کبری سالبہ کلیہ (لا شیء من الذہب برصاص)۔ نتیجہ: بعض الاقلام لیس برصاص

صغری موجبہ کلیہ (کل انسان عاقل)۔۔ کبری سالبہ جزئیہ (لیس بعض الانسان بصالح)۔۔ نتیجہ: لیس بعض العاقل بصالح

اس شکل کے نتیجوں کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

دلیل خلف: پیچھے گزر چکی

صغری کا عکس: صغری کا عکس کرنے سے یہ شکل اول بن جائے گی۔ اب جو نتیجہ آئے گا وہ وہی ہو گا جو ہم نے شکل ثالث کے ذریعے نکالا۔

یہ دلیل وہیں جاری ہو گی جہاں کبری کلیہ ہو گا۔

کبری کا عکس پھر ترتیب کا عکس پھر نتیجہ کا عکس: کبری کا عکس کریں تو یہ شکل رابع بن جائے۔ پھر ترتیب کا عکس کریں گے تو شکل اول بن جائے گی۔ اب جو نتیجہ نکلے اس کا عکس کرنے سے وہی نتیجہ آئے گا جو شکل اول کے ذریعے نکالا۔ یہ دلیل وہاں جاری ہو گی جہاں کبری موجبہ ہو تا کہ اس کا عکس شکل اول کا صغری بن سکے۔

شکل رابع کے نتیجہ دینے کی شرائط: اگر دونوں قضیے موجبہ ہوں تو صغری کا کلیہ ہونا ضروری ہے، اور اگر دونوں کمیت کے اعتبار سے مختلف ہوں تو ایک قضیہ کا کلیہ ہونا ضروری ہے۔

ان تمام شرائط کی دلیل یہ ہے کہ اگر ان شرائط کی رعایت نہ کی جائے تو نتیجہ مختلف ہو جاتا ہے اور جیسا کہ معلوم ہو چکا کہ نتیجہ کا اختلاف نتیجہ نہ آنے کی دلیل ہے۔

اس شکل میں نتیجہ دینے والی صورتیں آٹھ ہیں: ایک تا چار: صغری موجبہ کلیہ اور کبری میں چاروں محصورات

مثالیں: صغری موجبہ کلیہ (کل انسان عاقل)۔۔ کبری موجبہ کلیہ (کل عاقل انسان)۔۔ نتیجہ: بعض المحتاج عاقل

صغری موجبہ کلیہ (کل ظالم فاسق)۔۔ کبری موجبہ جزئیہ (بعض الحاکمین ظالم)۔۔ نتیجہ: بعض الفاسقین حاکم

صغری موجبہ کلیہ (کل ذہب معدن)۔۔ کبری سالبہ کلیہ (لا شیء من النحاس بذہب)۔ نتیجہ: لیس بعض المعدن بنحاس

صغری موجبہ کلیہ (کل خائن فاسق)۔۔ کبری سالبہ جزئیہ (بعض الخائنین لیس بمومن)۔۔ نتیجہ بعض الفاسق: لیس بمومن

پانچویں صورت: صغری موجبہ جزئیہ (بعض الفضۃ خواتم)۔۔ اور کبری سالبہ کلیہ۔۔ لا شیء من الذہب بفضۃ۔ نتیجہ: بعض الخواتم لیس بذہب

چھٹی صورت: صغری سالبہ کلیہ (لا شیء من اللصوص بمحبوب) اور کبری موجبہ کلیہ (کل سارق لص)۔۔ نتیجہ: لا شیء من المحبوب بسارق

ساتویں صورت: صغری سالبہ جزئیہ (بعض الحیوان لیس بموذ) اور کبری موجبہ کلیہ (کل انسان حیوان)۔۔ نتیجہ: بعض الموذی لیس بانسان

آٹھویں صورت: صغری سالبہ کلیہ (لا شیء من الکذاب محبوب) اور کبری موجبہ جزئیہ۔ (بعض الناس کذاب)۔ نتیجہ: بعض المحبوبین لیس بکذاب

پہلی دو صورتوں میں نتیجہ موجبہ جزئیہ، چھٹی صورت میں نتیجہ سالبہ کلیہ اور بقیہ تمام صورتوں میں نتیجہ سالبہ جزئیہ آتا ہے۔

ان کے نتائج کی دلیلیں یہ ہیں:

دلیل خلف: نتیجہ کی نقیض کو کسی ایک مقدمہ کے ساتھ ملا کر نتیجہ نکالیں تو نتیجہ دوسرے مقدمہ کے خلاف آئے گا جو کہ نتیجہ کی غلطی کی دلیل ہے۔ یہ دلیل پہلی پانچ صورتوں میں جاری ہوتی ہے۔

شکل اول کی طرف لوٹا کر نتیجہ کا عکس کرنا:

اولا: ترتیب کا عکس کر دیں تو شکل اول بن جائے گی اب جو نتیجہ آئے اس کا بھی عکس کر دیں۔ یہ دلیل وہاں چلے گی جہاں کبری موجبہ ہو اور صغری کلیہ ہو تا کہ شکل اول کی شرائط پوری ہو سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ نتیجہ کا عکس آتا ہو۔

یہ دلیل پہلی، دوسری، تیسری صورت میں مطلقا اور آٹھویں صورت میں اس وقت جاری ہو گی جب اس کا عکس سالبہ جزئیہ آتا ہو یعنی وہ خاصتین سے مرکب ہو۔

ثانیا: دونوں مقدموں کا عکس کر دیں تو بھی شکل اول بن جائے گی یہ دلیل وہیں چلے گی جہاں صغری موجبہ ہو اور کبری سالبہ کلیہ ہو تا کہ عکس بھی کلیہ ہی آسکے۔ یہ دلیل چوتھی اور پانچویں صورت میں جاری ہو گی۔

صغری کا عکس کر کے شکل ثانی کی طرف لوٹا کر نتیجہ نکالیں تو وہی نتیجہ آئے گا جو ہم نے شکل رابع میں نکالا۔ یہ دلیل وہاں جاری ہو گی جہاں شکل ثانی کی شرائط پوری ہو رہی ہوں۔ یعنی کیفیت میں اختلاف اور کبری کلیہ۔ اس کے ساتھ ساتھ صغری عکس کے قابل ہو۔ یہ دلیل تیسری، چوتھی اور پانچویں صورت میں مطلقا جاری ہو گی اور چھٹی صورت میں اس وقت جب سالبہ جزئیہ کا عکس آئے۔ یعنی وہ خاصتین میں سے کوئی قضیہ ہو۔

یا کبری کا عکس کر کے شکل ثالث کی طرف لوٹائیں تو بھی نتیجہ حسب سابق آئے گا۔ یہ دلیل وہاں جاری ہو گی صغری موجبہ اور کبری عکس کے قابل ہو۔ اور صغری یا عکس کبری کلیہ ہو۔

یہ دلیل پہلی دو صورتوں میں تو ہر حال میں جاری ہو گی۔ اور اس کے علاوہ چوتھی پانچویں اور ساتویں صورت میں بھی جاری ہوتی ہے۔

فائدہ چہارم : ضابطہ :

یہ اشکال اربعہ کی شرائط کو ایک ہی عبارت میں جمع کرتا ہے۔ اس لئے اسے ضابطہ کہتے ہیں۔۔

اشکال اربعہ کی تمام شرائط ان دو امور میں بطور مانعۃ الخلو داخل ہیں۔ اور ہر امر دو امور پر بطور مانعۃ الخلو مشتمل ہے۔

امر اول: جہاں حد اوسط موضوع بنے وہ قضیہ کلیہ ہو ناضروری ہے۔

نوٹ: اگر دونوں قضیوں میں حد اوسط موضوع ہو تو ایک قضیہ کا کلیہ ہونا بھی کافی ہے۔

امر اول کے ساتھ مندرجہ ذیل دو باتوں میں سے ایک بات کا پایا جانا ضروری ہے۔ یا تو صغری موجبہ فعلیہ ہو یا کبری موجبہ ہو۔

امر ثانی: جہاں اکبر موضوع ہو وہ قضیہ کلیہ ہو اور اس کے ساتھ دونوں قضیے کیف کے اعتبار سے مختلف ہوں۔۔

اس کے ساتھ کبری میں موضوع اور محمول کے درمیان پائی جانے والی نسبت صغری کے موضوع و محمول میں پائی جانے والی نسبت کے مغائر ہونی چاہیئے۔

ضابطہ کا اشکال اربعہ پر انضباط:

امر اول میں شکل اول (حد اوسط کبری میں موضوع) اور شکل ثالث (حد اوسط دونوں قضیوں میں موضوع) کی تمام شرائط آ گئیں۔ کہ شکل اول میں کبری اور شکل ثالث میں کسی ایک مقدمہ کا کلیہ ہونا ضروری ہے (عموم موضوعیۃ الاوسط) اس کے ساتھ ساتھ امر اول کی ضمنی تردید اول (مع ملاقاۃ للاصغر بالفعل) کے مطابق دونوں قضیوں میں صغری کا موجبہ فعلیہ ہونا بھی ضروری ہے۔

شکل رابع کی تیسری اور آٹھویں صورت میں صغری کلیہ (عموم موضوعیۃ الاوسط) اور کبری موجبہ (حملہ علی الاکبر) ہے۔

چوتھی اور ساتویں صورت میں کلیت صغری (عموم موضوعیۃ الاوسط) صغری موجبہ (ملاقاۃ للاصغر بالفعل) ہے۔

پہلی اور دوسری صورت میں کلیت صغری، ایجاب صغری اور ایجاب کبری تینوں صورتیں جمع ہو رہی ہیں۔۔

امر ثانی سے شکل ثانی کی دونوں شرطیں معلوم ہو گئیں اور شکل رابع کی پانچویں اور چھٹی صورت بھی یہاں سے معلوم ہو گئی۔

فائدہ پنجم: قیاس اقترانی شرطی

قیاس اقترانی شرطی کی پانچ صورتیں ہیں یا تو دونوں قضیے صغری و کبری شرطیہ متصلہ ہوں، یا دونوں شرطیہ منفصلہ ہوں، یا ایک قضیہ حملیہ اور دوسرا قضیہ متصلہ ہو یا ایک قضیہ حملیہ اور دوسرا قضیہ منفصلہ ہو یا ایک قضیہ شرطیہ متصلہ اور دوسرا قضیہ شرطیہ منفصلہ ہو۔

اس کی بھی حسب سابق اشکال اربعہ مع جمیع شرائط و صور منتجہ ہیں لیکن ان کی تفصیل میں طول ہے۔

فائدہ ششم: قیاس استثنائی

قیاس استثنائی وہ قیاس جس میں کسی ایک مقدمے کا استثناء کر کے نتیجہ نکالا جائے۔ اس میں چار احتمالات ہیں۔ عین مقدم کا استثناء عین تالی کا استثناء نقیض مقدم کا استثناء نقیض تالی کا استثناء

قضیہ شرطیہ متصلہ میں دو صورتیں نتیجہ خیز ہیں عین مقدم کا استثناء یا نقیض تالی کا استثناء۔ کیونکہ اس قضیے میں مقدم اور تالی میں لزوم ہوتا ہے مقدم ملزوم اور تالی لازم۔ اور یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ ملزوم کے پائے جانے سے لازم بھی پایا جائے گا اور لازم کے اٹھ جانے سے ملزوم بھی اٹھ جائے گا۔

بقیہ دو صورتیں اس لئے نتیجہ نہیں دیتی کہ ان صورتوں میں نتیجہ صغری کبری کو لازم نہیں ہوتا، کیونکہ کبھی لازم اعم ہوتا ہے تو لازم کا وجود ملزوم کے وجود کو مستلزم نہیں ہو گا اور ملزوم کا انتفاء لازم کے انتفاء کو لازم نہیں کرے گا۔ جیسے روشنی سورج کو لازم ہے لیکن لازم اعم ہے اب روشنی کا وجود سورج کے وجود پر دلیل نہیں اور سورج کا نہ ہونا روشنی کے نہ ہونے کو ضروری نہیں کرتا۔

قضیہ شرطیہ منفصلہ عنادیہ کی تین قسمیں ہیں تو حقیقیہ میں یہ چاروں صورتیں نتیجہ دیں گی۔

مانعۃ الجمع میں مقدم اور تالی کے عین کا استثناء تو نتیجہ دے گا لیکن ان کی نقیض کا استثناء نتیجہ نہیں دے گا

مانعۃ الخلو میں ان کی نقیض کا استثناء تو فائدہ مند ہے جبکہ ان کے عین کا استثناء بے کار ہے۔

قیاس خلف:

نقیض کو باطل کر کے دعوی کو ثابت کرنا۔۔ اس قیاس کو قیاس خلف کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یا تو یہ خلاف مفروض (محال) کی طرف لے جاتا ہے یا یہ مطلوب کا اثبات مطلوب کی نقیض کے ذریعے کرتا ہے۔

اس قیاس میں در حقیقت دو قیاس ہوتے ہیں ایک قیاس استثنائی جس میں نقیض تالی کا استثناء کیا جائے اور ایک قیاس اقترانی شرطی۔

باب چہارم: استقراء و تمثیل

فائدہ اول: استقراء

حکم کلی کو ثابت کرنے کے لئے جزئیات کی تلاش کرنا

وجہ حصر: دلیل کی تین قسمیں ہیں یا تو کلی کی حالت سے جزئیات کا پتا چلایا جائے یا جزئیات کے حال سے کلی کے حال پر استدلال کیا جائے یا ایک کلی کے تحت پائی جانے والی دو جزئیات میں ایک کا حال دیکھ کر دوسری پر حکم لگایا جائے۔ اول قیاس۔ دوم استقراء سوم تمثیل؛

فائدہ: وہ حجت جس میں جزئیات کے حکم سے کلی پر حکم لگایا جائے۔ یہ استقراء کی وہ تعریف ہے جس پر کوئی اعتراض نہیں۔

فارابی اور حجت الاسلام کی اتباع میں مصنف نے استقراء کی تعریف میں لفظ تتبع استعمال کیا جو کہ درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ تتبع معلوم تصدیقی نہیں جو حجت کے تحت آسکے جبکہ استقراء حجت کی ایک قسم ہے۔

لیکن ہو سکتا ہے کہ مصنف نے اس غلطی کا ارتکاب جان بوجھ کر کیا ہو جس کی وجہ یہ اشارہ کرنا ہو کہ حجت کی اس قسم کو استقراء کہنا بطور ارتجال (لفظ کو بغیر مناسبت کے غیر موضوع لہ میں استعمال کرنا ارتجال کہلاتا ہے) نہیں بلکہ بطور نقل ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ بتانا مقصود ہے کہ استقراء ایک لفظ مشترک ہے جو تتبع کے معنی میں اور بطور حجت بیک وقت مستعمل ہے۔

لاثبات حکم کلی: لفظ کلی یا تو بطور صفت ہے اس صورت میں معنی یہ ہو گا کہ استقراء کا نتیجہ حکم جزئی نہیں بلکہ حکم کلی ہوتا ہے۔

یا بطور اضافت ہے جس کا مضاف الیہ "ہا" محذوف کر کے اس کے عوض میں تنوین دی گئی، اس صورت میں مطلب یہ ہو گا کہ جزئیات کا تتبع ان کی کلی کے حکم کو ثابت کرنے کے لئے۔

سوال: اس دعوی کو ثابت کیجئے۔ کہ استقراء میں کلی حکم مطلوب ہوتا ہے؟

جواب: استقراء (جزئیات کی تلاش) دو طرح کا ہوتا ہے ایک تو تام جس میں تمام جزئیات کا احاطہ کر کے حکم لگایا جائے اس کو قیاس مقسم بھی کہتے ہیں: مثلا ہر مومن یا تو نیک ہو گا یا بد ہو گا۔ ہر نیک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا محتاج اور ہر بد بھی آپ کی شفاعت کا محتاج۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ہر مومن نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کا محتاج ہے۔

یا استقراء ناقص جس میں اکثر جزئیات پر بھروسہ کر کے پوری کلی کے افراد پر حکم لگا دیا جاتا ہے۔ یہ صورت ظن کا فائدہ دیتی ہے۔

یہ دوسری صورت وہی استقراء ہے جو ہمارا مطلوب ہے اور اس کا ظنی فائدہ دینا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ استقراء کا مقصود حکم کلی ہوتا ہے حکم جزئی نہیں۔

تمثیل: فائدہ دوم:

ایک جزئی کا دوسری کے ساتھ حکم کی علت میں شریک ہونا تاکہ وہ حکم دوسری جزئی میں بھی پایا جائے۔

یا ایک جزئی کو دوسری جزئی کے ساتھ ایسے معنی میں تشبیہ دینا جو دونوں میں مشترک ہو تاکہ مشبہ بہ میں ثابت ہونے والا حکم مشبہ میں بھی ثابت ہو سکے۔

ان دونوں تعریفوں میں تسامح ہے کہ یہ دونوں تعریفیں کسی بھی پہلو سے اس تمثیل کی تعریفیں نہیں جو حجت کی قسم ہے۔ لیکن مصنف نے اس تسامح کا قصدا ارتکاب کیا ہے یہ بتانے کے لئے کہ تمثیل ان دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ حجت کی قسم کے طور پر بھی اور جزئیات کی تشبیہ کے طور پر بھی۔ مصنف مشہور تقسیم سے عدول کرنے کی وجہ یہی تھی کہ کہیں اس پر اعتراض نہ ہو جائے لیکن جس معنی کی طرف عدول کیا اس پر بھی اعتراض ہو گیا تو یہ وہی بات ہو گئی۔ آسمان سے گرے کھجور میں اٹکے

تمثیل کے اندر تین مقدمے ہوتے ہیں۔۔ کہ حرمت کا حکم شراب کے لئے ثابت ہے۔۔ اس حکم کی وجہ نشہ ہے۔۔ یہ وجہ بھنگ میں بھی موجود ہے۔

پہلا اور تیسرا مقدمہ عموما دلیل کا محتاج نہیں ہوتا۔ دوسرے مقدمہ کو ثابت کرنے کے دو طریقے ہیں۔۔ دوران۔ یعنی حکم کا دارومدار وجودا وعدما اسی علت پر ہو کہ وہ علت ہو تو حکم ہو ورنہ نہ ہو۔

دوسرا تقسیم۔یعنی مشبہ بہ کے تمام اوصاف گنوائے جائیں۔پھر ایک وصف کے علاوہ بقیہ تمام اوصاف کو دلیل کے ساتھ باطل کر دیا جائے کہ وہ حکم کی صلاحیت نہیں رکھتے۔جیسے شراب کے اوصاف میں میٹھا ہونا، انگور سے بننا، مخصوص رنگت والا ہونا اور نشہ آور ہونا ان میں آخری بات کے علاوہ کوئی بھی حرمت کی وجہ نہیں بن سکتی۔

باب پنجم: تقسیم قیاس باعتبار مادہ

مشمولات:۔۔فائدہ اول: وجہ حصر۔۔فائدہ دوم: اقسام مع امثلہ

فائدہ اول: وجہ حصر

قیاس کی مادہ کے اعتبار سے پانچ قسمیں ہیں جن کو صناعات خمسہ بھی کہا جاتا ہے۔ان کی وجہ حصر درج ذیل ہے۔

قیاس کے مقدمات یا تو تصدیق کا فائدہ دیں گے یا کسی اور تاثیر کا۔بصورت ثانی تخییل یعنی شعر بصورت اول دو حال سے خالی نہیں کہ ظن کا فائدہ دیں گے یا جزم کا بصورت اول خطابت بصورت ثانی جزم یقینی کا فائدہ دیں گے یا نہیں بصور اول برہان، بصورت ثانی اگر اس میں عوام کا تسلیم کرنا یا مد مقابل کا تسلیم کر لینا معتبر ہے یا نہیں بصورت اول جدول ورنہ مغالطہ۔مغالطہ کسی دانشور کے مقابلہ میں ہو تو سفسطہ، جاہل کے مقابلہ میں ہو تو شور و شغب۔

نوٹ: برہان میں تمام مقدمات کا یقینی ہونا ضروری ہے بقیہ اقسام میں ایک مقدمہ بھی ان کے موافق ہے تو اسی کے مطابق وہ قیاس کی قسم بنے گی۔

فائدہ دوم: اقسام قیاس مع امثلہ

قیاس برہانی۔یقینیات سے مرکب ہوتا ہے۔یقین وہ تصدیق جازم جو واقع کے مطابق ہو۔مثلا ہذا الون۔۔وکل لون قائم بالذات۔۔ہذا قائم بالذات

تصدیق کی قید سے شک وہم تخییل اور ماباقی تصورات خارج۔۔جزم کی قید سے ظن خارج۔۔مطابقت للواقع کی قید نے جہل مرکب کو خارج کر دیا اور ثابت کی قید نے تقلید کو۔۔

یقینیات قضایا دو طرح کے ہوتے ہیں یا از خود بدیہی ہوں یا ایسے نظری ہوں جن کی انتہا کسی بدیہی قضیے پر ہوتی ہو۔

بدیہی قضایا کل چھ ہیں جن کی وجہ حصر یہ ہے۔۔یا تو قضیہ کے طرفین اور نسبت ہی یقین دہانی کے لئے کافی ہو گی یا نہیں بصورت اول اولیات۔جیسے الکل اعظم من الجزء

۔بصورت ثانی یقین دہانی کسی ایسے واسطے پر موقوف ہو جو حواس ظاہرہ و باطنہ کے علاوہ ہو یا موقوف نہ ہو۔بصورت ثانی مشاہدات جو وجدانیات (مثلا النار محرقۃ) اور حسیات (ان لنا جوعا و عطشا) کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔

بصورت اول وہ واسطہ اطراف قضیہ کی موجودگی میں ذہن سے کبھی غائب نہ ہو یا غائب ہو جائے بصورت اول فطریات جیسے الاربعۃ زوج

بصورت ثانی اس میں اس میں حدس کا عمل دخل ہو یا نہ ہو بصورت اول حدسیات جیسے نور القمر مستفاد من نور المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

بصورت ثانی حکم ایسی جماعت کے ذریعے حاصل ہو جن کا جھوٹ پر اتفاق محال ہو یا تجربہ کے ذریعے حاصل ہو۔ بصورت اول متواترات جیسے مکۃ موجودۃ

بصورت ثانی تجربیات۔ الطلاب لایحفظون الدرس کاملا (ہذہ تجربتی)

حد اوسط اگر نسبت ذہنیہ کے ساتھ نسبت خارجیہ کے اعتبار سے بھی علت ہو تو دلیل لمی بالفاظ دیگر جو حکم کی علت ذہن میں ہو وہی علت خارج میں بھی ہو تو دلیل لمی جیسے النبی مخبر عماکان ومایکون۔۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی۔ محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مخبر عماکان ومایکون۔ ورنہ دلیل انی

دلیل انی کی دو صورتیں ہیں معلول سے علت پر استدلال جیسے کائنات سے وجہ کائنات نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر استدلال۔ یا قیاس میں موجود دونوں قضیے کسی تیسری علت کا معلول ہوں۔ الحمی مرض۔۔ کل مرض تشتد غباوۃ۔ فالحمی تشتد غباوۃ۔ بخار کا مرض ہونا اور مرض کا کند ذہنی بڑھانا آپس میں علت و معلول نہیں بلکہ ان کی علت ایک تیسری شے تعفن اخلاط ہے۔

باب ششم: اجزاء علوم

مشمولات: تمہید۔۔ موضوع۔۔۔ ۔۔مبادی۔۔ مسائل۔۔ مبادی اور مقدمات میں فرق

تمہید

علم کے اجزاء تین ہیں: موضوعات، مسائل اور مبادی

ہر مدون علم میں تین چیزیں ضرور ہوتی ہیں: پہلی جس کے خصائص اس علم کے اندر بیان ہوں یعنی موضوع

دوسرا وہ قضایا جن میں وہ بحث ذکر کی جائے یعنی مسائل؛؛؛ یہ مسائل یا تو نظری ہوتے ہیں یا ایسے بدیہی جو تنبیہ کے محتاج ہوں۔

مسائل کی وضاحت کرتے ہوئے ماتن نے لکھا ہے جو کسی علم میں مطلوب ہوں۔ بعض نسخوں میں اس کے ساتھ برہان کا لفظ بھی ہے یا تو یہ کاتب کی غلطی ہے لیکن اس کی توجیہ ممکن ہے کہ اکثر طور پر برہان کے ذریعے مطلوب ہوتے ہیں اس لئے اغلب کا اعتبار کرتے ہوئے برہان لکھ دیا یا برہان تنبیہ کو بھی شامل ہے۔

تیسرا جن پر مسائل کی بنیاد رکھی جائے یعنی مسائل کے موضوع یا محمول کا تصور یا ان قضایا کی تصدیق جن کو مسائل میں بیان کیا گیا ہو۔ پہلے مبادی تصوریہ اور دوسرے مبادی تصدیقیہ کہلاتے ہیں۔۔

موضوع:

موضوع: جس کے اعراض ذاتیہ کو علم میں طلب کیا جائے۔

یہاں ایک سوال ہے کہ موضوع کو کس اعتبار سے آپ نے اجزاء علم میں شمار کیا ہے۔۔ ذات موضوع کے اعتبار سے۔ موضوع کی تعریف کے اعتبار سے۔۔ موضوع کے وجود کے اعتبار سے۔۔ موضوع کو موضوع ثابت کرنے کے اعتبار سے۔ بہر صورت یہ علیحدہ جزء نہیں بن سکتا کیونکہ پہلی بحث مسائل کے موضوعات کے ضمن میں داخل ہے،، دوسری بحث مبادی تصوریہ کی بحث میں داخل ہے تیسری بحث مبادی تصدیقیہ کی بحث میں داخل ہے۔۔ یہ یہ موضوع کی بحث کو علیحدہ جزء علم نہیں بنانا چاہیئے۔ چوتھی صورت شروع علم کے مقدمات میں سے ہے لہذا اس اعتبار سے یہ جز ہی نہیں بنتا۔۔

جواب: چاروں شقوں کے اعتبار سے جواب دیا جاسکتا ہے۔ اولا اگرچہ ذات موضوع کی بحث مسائل کی بحث کا حصہ ہے لیکن موضوع کی اہمیت کے پیش نظر (کہ علم کا مقصود اصلی ہی یہ ہوتا ہے) اس کو علیحدہ جزء بنایا گیا۔ دوسرا جواز اس صورت میں یہ ہے کہ ذات موضوع کی بحث مسائل کا جز بن ہی نہیں سکتی کیونکہ مسائل موضوعات و محمولات اور نسبت کے مجموعے کا نام نہیں بلکہ صرف محمولات کو مسائل علم میں گنا جاتا ہے۔ لیکن یہ جواب محل نظر ہے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس صورت میں تو ہر مسئلہ کے موضوع کو علیحدہ جزء بنا کر اس کے بارے بحث ہونی چاہیئے محض علم کے موضوع کی کیا تخصیص ہے۔ اور دوسری بات یہ مصنف کے قول سے مطابقت نہیں رکھتا۔

ثانیا موضوع کی تعریف اگرچہ مبادی تصوریہ کا حصہ ہے لیکن ہر علم میں موضوع ایک خاص مقام رکھتا ہے اسی کے پیش نظر اس کو علیحدہ جزء علم بھی بنایا گیا،

ثالثا ایک جواب تو حسب سابق ہے دوسرا جواب یہ ہے وجود موضوع کی تصدیق کو مبادی تصدیقیہ کا حصہ سمجھنا غلطی ہے کیونکہ مبادی تصدیقیہ تو وہ قضایا ہیں جن سے اس علم کے دلائل مرتب ہوتے ہیں (تو مصنف کا مبادی تصدیقیہ کی تعریف ماتبنی علیہ قیاسات العلم کرنا یا تو تعریف لفظی ہے یا تعریف حقیقی)

رابعا موضوع ہونے کی تصدیق ایسی بحث ہے کہ جس پر بصیرت کے ساتھ علم شروع کرنا موقوف ہے۔ اس لئے اس کو علیحدہ جزء علم بنایا۔

مبادی:

مبادی علم میں درج ذیل چیزیں شامل ہیں

موضوع کی حدود (تعریفیں)۔ اگر موضوع مفرد ہو تو اس کی تعریف

موضوع کے اجزاء کی تعریف: اگر موضوع مرکب ہو تو اس کے اجزاء کی تعریف

موضوع کے اعراض کی تعریف: وہ اعراض جو موضوع کے اوصاف میں شامل ہیں ان کی تعریف

وہ مقدمات جو از خود بدیہی ہوں یا وہ مقدمات جو نظری ہوں۔۔ اول کو علوم متعارفہ کہا جاتا ہے۔ دوسرے مقدمات میں اگر طالب علم اپنے معلم پر یقین کر لے تو اسے اصول موضوع کہا جاتا ہے اور اگر ان مقدمات کو تسلیم کر لے لیکن برائی کے ساتھ تو اسے مصادرہ کہتے ہیں۔

مسائل علم:

مسائل علم: وہ قضایا جو کسی علم میں مطلوب ہوں۔

قضیہ کے دو اجزاء ہوتے ہیں۔ موضوع۔۔ محمول۔۔

مسائل کا موضوع یا تو بعینہ علم کا موضوع ہو گا یا علم کے موضوع کی کوئی قسم ہو گا یا موضوع کا کوئی عرض ذاتی ہو یا ان سب سے مرکب ہو۔

مسائل کے محمولات جو موضوعات سے خارج ہوں لیکن ان کے ساتھ ذاتی لاحق ہوں۔

سوال پیدا ہوا کہ لاحق عموماً شی سے خارج ہی ہوتا ہے تو صرف یہی قید لگا دیتے پہلی قید ضروری نہیں تھی۔ جواب یہ قید بطور تجرید لگائی گئی ہے

لذواتہا قید کی وضاحت:

عوارض ذاتیہ کی تین قسمیں ہیں: وہ جو ذات شی کو لاحق ہو۔۔ ذات شی کے کسی جزء کو لاحق ہو۔۔ یا ایسی چیز کو لاحق ہو جو ذات کے مساوی ہو۔

اب عوارض ذاتیہ کی تینوں قسموں کو محمولات میں شامل ہونا چاہیئے لیکن مصنف کی قید ""لذواتہا" دو قسموں کو تو شامل ہے لیکن عارض مساوی کو خارج کر رہی ہے۔ بعض شارحین نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ لذواتہا سے مراد ایسی صلاحیت جو ذات کے ساتھ خاص ہو۔ اب اس میں تینوں عوارض ذاتیہ آجائیں گے۔

مسائل کے محمولات کون سے عوارض ہوتے ہیں۔۔۔عوارض خاصہ ذاتیہ یا عوارض عامہ غریبہ۔ شیخ بو علی سینا کے نزدیک محمولات مسائل کے لئے ضروری ہے کہ وہ عوارض خاصہ ذاتیہ ہوں۔یہی مذہب مصنف نے اختیار کیا ہے۔

اس میں محقق طوسی اور استاذ محقق جلال الدین دوانی کا کہنا یہ ہے کہ عوارض عامہ غریبہ بھی اکثر اوقات محمول بن جاتے ہیں۔ جیسے کل مسکر حرام میں حرام مسکر کا عارض ذاتی نہیں ہے۔ہاں اتنے بھی عام نہ ہوں کہ علم کے موضوع سے بھی زیادہ عام ہو جائیں۔

لیکن یزدی شارح تہذیب کا کہنا ہے کہ عوارض عامہ غریبہ کو مخصوص قیود کے ذریعے عوارض خاصہ ذاتیہ بنایا جاسکتا ہے جس طرح عوارض خاصہ کو حرف تردید کے ذریعے عوارض عامہ بنایا جاسکتا ہے۔ استاذ نے عام کو خاص بنانے کی توو ضاحت کر دی لیکن خاص کو عام بنانے کا اعتبار نہیں کیا۔ یہ دعوی بلا دلیل ہے۔

مبادی اور مقدمات میں فرق:

مبادی وہ قضایا جن کو مقصود علم سے پہلے شروع کیا جائے۔اور وہ علم کا جزء ہوں۔

مقدمات وہ قضیے جن پر اصل علم کو بطور بصیرت شروع کرنا موقوف ہوں جیسے علم کی تعریف موضوع غرض وغایت۔۔

یہ فرق ابن حاجب نے مختصر الاصول میں بیان کیا ہے۔

باب ہفتم : روس ثمانیہ

متقدمین اپنی کتب کے آغاز میں آٹھ اشیاء بیان کرتے تھے۔

غرض علم: تاکہ علم کی طلب بے کار نہ جائے۔۔۔منفعت: تاکہ ہر کوئی خوش دلی کے ساتھ علم کو طلب کرے اور علم کی مشقتوں کا بار برداشت کرے

جن چیزوں پر فعل مرتب ہو یا تو اس فعل پر فاعل کو انہی چیزوں نے ابھارا ہو یا ایسا نہ ہو بصورت اول انہیں غرض اور علت غائیہ کہتے ہیں بصورت ثانی فائدہ منفعت اور غایت کہتے ہیں۔ اسی فرق کو مد نظر رکھتے ہوئے متکلمین کہتے ہیں کہ اللہ تعالی کے افعال معلل بالاغراض نہیں ہیں اگر چہ وہ بے پناہ فوائد رکھتے ہوں۔ گویا کہ مصنف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ مصنفین اپنی کتابوں کے آغاز میں وہ اسباب ذکر کرتے تھے جنہوں نے مدون اول کو تدوین علم پر ابھارا۔ پھر اس کے بعد وہ فوائد و مصلحت ذکر کرتے تھے۔ جو عام طبیعتوں کو اپنی طرف مائل کرلے۔ اگر مدون اول کو راغب کرنے والے وصف کے علاوہ کوئی وصف ہو۔

منطق کی غرض۔۔ غلطی سے بچنا

عنوان علم: تاکہ علم میں مذکور تفصیل کا اجمال ہو جائے۔

اس سے مراد یہ ہے کہ کہ علم کی وجہ تسمیہ بیان کی جائے۔ جیسے منطق کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ منطق نطق ظاہری اور نطق باطنی کو تقویت دیتا ہے۔ منطق یا تو مصدر میمی ہے نطق سے نکلا ہے کہ کلام کی تکمیل میں علم کا اتنا عمل دخل ہے گویا کہ کلام ہی یہی ہے۔ یا پھر اسم مکان ہے گویا کہ گویا کہ یہی علم ہی محل کلام ہے۔

مولف کا نام: تاکہ طالب علم کا دل سکون پا جائے۔

یہ چیز صرف طالب علم کو سکون دیتی ہے ورنہ محققین شخصیت پرست نہیں ہوتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے یہ نہ دیکھ کہنے والا کون ہے یہ دیکھ کہ بات کس کی کر رہا ہے۔

منطق و فلسفہ کے قوانین کو اولا ارسطو نے سکندر کے حکم سے مدون کیا اسی لیے ارسطو کو معلم اول اور منطق کو ذوالقرنین کی وراثت کہا جاتا ہے۔

پھر اس کے بعد ان فلسفوں کو یونانی زبان سے عربی زبان کی طرف منتقل کیا گیا۔ پھر اس کو ابو نصر فارابی نے مہذب و مرتب کیا۔ اور ابو نصر کی کتابوں کے ضائع ہو جانے کے بعد بو علی سینا نے منطق کی ابواب و فصول بندی کی۔

علم کی جنس: تاکہ ہر علم میں اس کے مناسبات کو ہی طلب کیا جائے۔ علوم کی کئی قسمیں ہیں عقلیہ، نقلیہ اصلیہ، نقلیہ فرعیہ۔۔

جیسے منطق کے بارے میں یہ بحث کی جاتی ہے کہ یہ علوم فلسفہ میں سے ہے یا نہیں تو اگر حکمت کی تعریف یہ کی جائے کہ " انسانی طاقت کے لحاظ سے موجودات خارجیہ کی ذوات کا علم "اس تعریف کے مطابق تو علم منطق فلسفہ کی شاخ نہیں ہے کیونکہ منطق میں موجودات ذہنیہ کے بارے بحث کی جاتی ہے۔

اگر اس تعریف سے ذوات کا لفظ حذف کر دیا جائے تو اب یہ فلسفہ کا جزو بن جائے گا۔ پھر یہ بحث ہو گی کہ یہ فلسفہ کی تین شاخوں الٰہیات طبعیات اور مابعد الطبعیات میں الہیات کا جزو ہو گا یا مابعد الطبعیات کا۔۔

مرتبہ علم: یعنی اس علم کو کب سیکھنا چاہیئے کس علم سے پہلے اور کس علم کے بعد۔

جیسے کہا جاتا ہے کہ علم منطق کو کچھ ریاضی اور کچھ تہذیب الاخلاق سیکھنے کے بعد سیکھا جائے۔اور شیخ جلال الدین دوانی نے اپنے بعض رسائل میں ذکر کیا ہے کہ علوم ادبیہ کا ایک مخصوص حصہ سیکھنے کے بعد منطق حاصل کرے۔

علم کی تقسیم کاری اور ابواب بندی: تاکہ ہر چیز کو اس کی جگہ پر سیکھ سکے۔

جیسے منطق کو نو ابواب میں تقسیم کیا جاتا ہے۔۔کلیات خمسہ، تعریفات، قضایا، قیاس اور اس کی اخوات، برہان، جدل، خطابت، مغالطہ اور شعر۔بعض نے الفاظ کی بحث کو علیحدہ باب بنایا ہے تو اب کل ابواب دس ہو گئے۔

طرق تعلیم: علم کی تحصیل کے چار طریقے ہیں: تقسیم۔۔۔ تحلیل۔۔۔ تحدید۔۔۔برہان۔ آخری طریقہ علم منطق کے مقاصد سے مشابہت رکھتا ہے۔

تقسیم: نتیجہ سے دلیل کے مقدمات اخذ کرنا۔

اس قسم میں نتیجہ پہلے مد نظر ہوتا ہے اب اس کے بارے یہ معلوم کرنا ہوتا ہے کہ یہ کونسی شکل سے نکلا ہے تو اس کے لئے نتیجہ کے اطراف یعنی موضوع و محمول کو علیحدہ علیحدہ رکھ لیتے ہیں پھر تمام ممکنہ ایجابی یا سلبی حد اوسط سوچتے ہیں۔۔اب اگر مطلوب کے محمولات میں ایسا محمول ملے جو نتیجہ کے محمول کا موضوع بھی بن سکتا ہو تو معلوم ہو جاتا ہے کہ نتیجہ شکل اول سے نکلا ہے۔یا اگر نتیجہ کے محمول کا محمول تو بن سکتا ہے موضوع نہیں تو اب نتیجہ شکل ثانی سے نکلا ہے۔

اگر نتیجہ کے موضوعات میں ایسا موضوع ملے جو نتیجہ کے محمول کا موضوع بن سکے تو شکل ثالث ورنہ شکل رابع۔۔

تحلیل: یعنی دلیل کے اجزاء سے نتیجہ نکالنا۔۔اکثر کتب دلائل میں ایسے قیاسات ہوتے ہیں جن کا نتیجہ منطقی اشکال کے اعتبار سے مذکور نہیں ہوتا طالب کے فہم و ذکاوت پر اعتبار کر لیا جاتا ہے اب اس کو اشکال اربعہ کے حساب سے مرتب کیا جاتا ہے۔اگر تو اس قیاس میں کوئی ایسا مقدمہ ہے جو موضوع محمول دونوں اجزاء میں مطلوب سے مماثلت رکھے تو قیاس استثنائی ورنہ اقترانی۔۔۔۔

پھر نتیجہ کے دونوں اجزاء الگ کر لیے جائیں تاکہ مقدمات قیاس میں صغری کبری کا امتیاز کیا جاسکے۔

تحدید: تعریف کرنا۔جب کسی چیز کی تعریف کرنے کا ارادہ ہو تو اس سے اعم اشیاء کو سوچا جائے پھر اس پر محمول کرنے کی کوشش کی جائے۔اب اس شے کے ذاتیات و عرضیات میں امتیاز کیا جائے۔ان دونوں چیزوں کو ملا کر اس کی حد یا رسم کے ذریعے تعریف کی جاسکتی ہے۔۔

برہان: اگر مطلوب نظری ہو تو اس پر قیاس کی شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے دلائل بیان کئے جائیں اور چند باتوں کا خیال رکھا جائے کہ یا تو دلیل میں بدیہیات استعمال کئے جائیں یا جو قضایا بدیہیات سے ماخوذ ہوں۔ کسی پر محض حسن ظن کر کے اس کا قضیہ دلیل میں استعمال نہ کیا جائے۔